رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا | عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

بنام مضامین ام ایڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۶۵)

جلد ۳ | ۱۶ جنوری ۱۹۱۶ء | مطابق ۱۰ صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر ۷۷

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ معہ ممبران خاندانِ نبوت بخیریت ہیں ÷

مہمانانِ جلسہ بالعموم رخصت ہو گئے اور بعض احباب ابھی تشریف رکھتے ہیں حضرت اقدس سے رخصت حاصل کر کر کے یکے بعد دیگرے روانگی کا سلسلہ جاری ہے ÷

یوروپین مہمان- ان دنوں تین معزز یوروپین مہمان بطریق سیر و تحقیقاتِ علمی قادیان تشریف لائے- شہر سے باہر کی جدید عمارات میں سے اخویم مکرم اختر علی صاحب کے مکان پر انکو ٹھہرایا گیا اور خاطر و مدارات کی گئی- انمیں ایک مسٹر والٹر بہادر بالقابہ کرسچن ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کے سکرٹری تھے- دوسرے مسٹر ہیوم صاحب بہادر بالقابہ اسی ایسوسی ایشن کے ایجوکیشنل سکرٹری- تیسرے مسٹر لیوکس صاحب بہادر وائس پرنسپل فورمن کرسچن کالج لاہور- صاحبان موصوف نے حضرت خلیفۃ المسیح سے دوبار ملاقات فرمائی جسکے دوران میں بعض امور مذہبی دریافت فرماتے رہے- مثلاً سلسلہ حقہ کے حالات- قرآن مجید کا منجانب اللہ قابلِ اعتبار ہونا وغیرہ وغیرہ گفتگو ترجمانوں کے ذریعہ ہوتی تھی- ۲ جنوری کی شام کو مسجد اقصےٰ میں درس کے وقت تشریف لائے- تھوڑی دیر مجلس درس کو دیکھتے رہے- پھر اس کا فوٹو لیکر چلے گئے- سُنا گیا ہے کہ مدینۃ المسیح کی بعض اور عمارتوں (منارہ کالج- بورڈنگ) کے بھی فوٹو لئے ہیں اور قادیان کے حالات پر کوئی کتاب لکھیں گے ÷

درس قرآن مسجد اقصیٰ میں یکم جنوری سے حضرت برابر بلاناغہ دیتے ہیں ÷

شب درمیان ۲ و ۳ جنوری کو سنتا سنگھ جٹ کے مکان پر سنگین واردات چوری کی ہوئی سُنا ہے کہ ڈاکو کئی ہزار کا مال لے گئے تحقیقات پر حقیقت کھلے گی ÷

ضروری نوٹ قابلِ توجہ پولیس

پچھلے رمضان شریف کے دنوں میں بھی اس طرف ڈاکوؤں کا چرچا کئی بار سُننے میں آیا- جو مقامی پبلک کیلئے موجب تشویش رہا- لوکل حکام کو چاہیئے کہ قادیان کی روز افزوں اہمیت اور ہر قسم کی ترقی کو ملحوظ رکھ کر یہاں کی حفاظت کا خصوصیت سے انتظام کریں- گو عام طور پر ڈاکہ کی سنگین واردات میں بعض اوقات کانسٹیبلوں وغیرہ کی بڑی تعداد بھی کچھ زیادہ طمانیت بخش و کارگر ثابت نہوتی ہو پھر بھی گورنمنٹ کے اقبال سے اس کا ایک رعب تو رہتا ہے- مگر گنتی کے چند چوکیدار

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

مختصر تبلیغی اطلاعات

علی گڑھ کالج سے برادر نور الحسن صاحب لکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک عجیب موقعہ تبلیغ کا دیا۔ محمد واحد نامی ایک صاحب ہیں لکھنؤ کے رہنے والے۔ جواہر فروش جے پور کو جا رہے تھے۔ انکی ڈاکٹر محبوب عالم صاحب سے بھی خاصی ملاقات ہے۔ ان سے چار گھنٹے مسلسل گفتگو رہی۔ وفات عیسیٰ سے لیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے تک اور دجال اور زمانہ کا صحیح نقشہ انکے سامنے کھینچا گیا۔ ان کو اپنی تقریر کے بعد ایک دوسرا آدمی پایا۔ بار بار مجھ سے یہی کہتے تھے کہ زندگی میں ہم نے اتنی قلیل مدت میں زندگی کا سچا مدعا اگر حاصل کیا تو آج۔ قادیان جانیکی ترغیب تبلائی۔ تمام دعاوی کو سچا مانا۔ اگر قلم دوات ہوتی تو بیعت کا خط بھی لکھ دیتے ؛

لکھنؤ سے برادر مکرم کبیر الدین احمد صاحب لکھتے ہیں:۔ ریل میں ایک عیسائی متعلقہ مشن چرچ آگرہ نے اس عاجز سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب ابن مریم کیسے ہوگئے؟ بتعجب ہے" جواب دیا گیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے باعث ابن مریم کا لقب پا گئے۔ تاکہ اپنے بھائی ابن مریم حضرت مسیح کی وفات کی صحیح کیفیت اور انکی قبر کو جو کشمیر میں واقع ہے سامنے جہان کے لوگوں کو بتاویں اور تثلیث اور صلیب پرستی کا رد کریں جو ایک بت پرستی ہے اور یہ رب الافواج کو پسند نہیں اور ابن مریم ہوجانا محال نہیں۔ البتہ انسان کا خدا ہو جانا۔ حیرت کا مقام ہے" کہا۔ ہاں ؛

تحریک دعا عثمان آباد (دکن) میں اخویم مکرم سید علیم الدین صاحب مع اہلیہ صاحبہ [illegible] سال سے مبتلائے امراض ہیں + کرنگ (ضلع پوری) میں برادر حسن خانصاحب کی اہلیہ سخت بیمار ہیں + محمود پور (پٹیالہ) میں محمد بخش صاحب بخار و درد پسلی سے علیل ہیں + چک نمبر ۱۱ (گوجرانوالہ) برادر محمد اشرف صاحب ایک مقدمہ میں بلائے ناگہانی میں مبتلا ہیں + حصار میں اخویم مکرم قاضی سید غلام حسین صاحب کے دو بچے سخت بیمار ہیں + لاہور میں برادر نبی بخش صاحب ملازم ریلوے کچھ مقروض ہیں اپنے نیز دوسرے مقروض بھائیوں کے لئے دعا کے خواستگار ہیں ؛

جنازہ غائب

قادیان میں برادر محمد سردار خان صاحب وٹرنیری ڈاکٹر کو دیا نوی جو عرصہ سے بیمار تھے ۳۱ دسمبر ۱۹۱۵ء کی شام کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت صاحب ایدہ اللہ نے بمعہ بہت سے احباب کے جنازہ پڑھا۔ اور بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا۔ مرحوم مغفور نے مرنے سے چند دن پہلے رؤیا دیکھا تھا کہ حضرت ام المومنین فرماتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لئے مسیح موعودؑ کے مکانوں میں سے ایک مکان تجویز کیا ہے اور وہ گول کمرہ ہے بہت اچھا اور ہوادار ہے آرام پاؤ گے۔ اور فرمایا کہ یہ کمرہ کسی کا تھا مگر اب تمہارے لئے تجویز کیا ہے بہت خوبصورت ہے"۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ؛

گجرات میں برادر احمد صاحب گھڑی ساز کا لڑکا محمد صادق کچھ عرصہ بیمار رہ کر ۲۲ دسمبر کو فوت ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا مغفرت فرمائے اور برادر موصوف کو اس کا نعم البدل دے۔ احباب جنازہ پڑھیں ؛

متفرقات

نذر۔ علاقہ سندھ سے برادر حسن محمد صاحب احمدی لکھتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی خدمت میں ایک مربع کے واسطے درخواست کی ہے اور لوگ بھی خواہشمند ہیں اگر اس عاجز کو ملجائے تو بندہ اسمیں سے ایک ایکڑ کی آمدنی دارالامان کے نام کر دے گا۔ خدا تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین ؛

شان ایزدی۔ ڈیرہ دون سے برادر محمد حنیف صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں ایک تداف کی عورت نے چار بچے جنے۔ جنمیں تین لڑکیاں تھیں اور ایک لڑکا۔ چاروں بچے مر گئے۔ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جب انہیں ایک چارپائی پر ڈالکر لائے تو اسکے گرد و پیش زن و مرد بکثرت خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھنے کو جمع تھے۔ سبحان اللہ وبحمدہ ؛

ضرورت نکاح۔ برادر شیخ نور الدین صاحب سوداگر قادیان بہ ضرورت شرعی دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں جو احمدی دوست ان سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنا چاہیں تفصیلی امور کا ان سے براہ راست بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر سکتے ہیں ؛

درس قرآن۔ ایبٹ آباد میں اخویم مکرم جناب شیر زمان خان صاحب کی تحریک سے درس کلام اللہ شریف ہونے لگا ہے۔ مولوی عبد الحق صاحب اس خدمت دین کو انجام دیتے ہیں۔ خان صاحب موصوف کے والد صاحب نے اپنے مکان کا ایک کمرہ از راہ مہربانی نماز وغیرہ کے لئے استعمال کرنیکی اجازت دیدی ہے جزاہ اللہ۔ دیگر مقامات کے احباب بھی اس قسم کی دینی ضروریات کی جانب جلد تر توجہ فرمائیں ؛

عقد نکاح برادر مراد بخش محمدی ساکن گھری ڈاکخانہ جنڈیالہ۔ اور مسماۃ جانو نے بتراضی طرفین باہمدگر مناکحت کو قبول کیا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں بہ ثبت دستخط و نشان انگشت اپنی رضامندی کی اطلاع دی۔ مولوی غلام نبی صاحب نے بحکم حضرت نکاح پڑھ دیا۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے ؛

تاکیدی التماس جو احباب اخبار احمدیہ کی ذیل میں تحریک دعا۔ قبولیت دعا۔ جنازہ غائب۔ ضرورت رشتہ مختصر تبلیغی اطلاع۔ رؤیا وغیرہ وغیرہ ضمنی عنوانات کے ماتحت درج اخبار ہونیکی غرض سے کوئی تحریر ارسال فرمائیں وہ حتی الوسع مختصر اور صاف لکھا کریں۔ ہر تحریر کے آخر میں نام راقم مع پتہ مکمل اور تاریخ بھی ضرور ہونی چاہیئے ورنہ اندراج میں تاخیر و دقت کا احتمال ہے گا بلکہ بعض اطلاعات محض بدنویسی و طوالت کے سبب تعویق میں پڑتے پڑتے آخر بعد از وقت ہو جاتی اور شائع ہونے سے رہجاتی ہیں (ایڈیٹر)

تصحیح ضروری | یکم جنوری کے پرچہ میں چند باتیں پیش ہوگئی ہیں احباب ضرور درست کرلیں ؛

(۱) مفتی صاحب مکرم نے بیشک حالات ہی سنائے تھے۔ مگر سفر مدراس کے نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ؛

(۲) مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کے وقت کی کمی حافظ صاحب کے زیادہ وقت لینے کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ حافظ صاحب کا لیکچر ہی دیر سے شروع ہوا تھا ؛

(۳) ۲۷ دسمبر حضرت اقدس کی تقریر ہی بمشکل پوری ہو سکی شہادتیں پیش نہیں ہوئیں۔ اگرچہ وہ جمع ہو کر موجود تھیں ؛

(۴) ۲۸ دسمبر سے پہلے جو کام کارروائی شروع ہونیکے بعد ہوا۔ وہ رپورٹ کا سنانا تھا ؛

میر حامد شاہ صاحب نے نظم ایک بار ظہر سے قبل سنائی۔ ایک بار نماز ظہر و عصر کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کی تقریر سے پہلے ؛

(۵) میر محمد اسحٰق صاحب کا لیکچر ۲۷ دسمبر نماز مغرب کے بعد ۷ بجے شروع ہوا۔ اور پونے دو گھنٹے تک ہوتا رہا ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار الفضل

قادیان دارالامان - ۴ر جنوری ۱۹۱۶ء

جلسہ سالانہ

(نمبر ۳)

اللہ تعالیٰ کے "فضل و رحم" سے یہ دوسرا سالانہ جلسہ تھا جو حضرت اقدس امام اولوالعزم فضل عمر خلیفہ ثانی ایدہ اللہ کے بابرکت عہد میں منعقد ہوا۔ جلسے تو دنیا میں بہت ہوتے ہیں۔ اور بڑی دھوم دھام تزک و احتشام سے ہوتے ہیں۔ انکے شاندار نمائشی سامانوں کے بالمقابل ہمارے اس جلسہ کا ذکر بھی شاید چنداں قابل التفات نہ ہو۔ لیکن جس آلٰہی کاروبار اور اسباب علوی پر ایک مقدس وجود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مبارک ہاتھوں سے اس اجتماع کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ان کے نظر کرتے دنیوی جلسے باہمہ ساز و سامان متعلقہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتے ؀

احمدی قوم کے سالانہ اجتماع کی عظمت و اہمیت کا اندازہ کرنا ہو تو آج سے تیس چالیس سال پیچھے جائیے۔ اور سلسلہ حقہ کی ابتدائی تاریخ پر غور کیجے۔ ایک شخص نہایت گمنامی و کس مپرسی کی حالت میں خدا کا برپا کیا ہوا اُٹھتا۔ اُسی کا بُلایا ہوا بولتا ہے اور بڑی تحدی کے ساتھ للکار کر دنیا کو خبردار کرتا ہے کہ دیکھو میں اس زمانہ کا مامور من اللہ ہوں۔ میں امام وقت ہوں۔ میں وہی دور آخری کا عظیم الشان ہادی و مصلح ربانی ہوں جس کا انتظار تھا۔ میری معیت و متابعت اس پُرآشوب زمانہ اور اس طوفان بلاخیز میں بمنزلہ کشتی نوح کے ہے۔ سلامتی ہے اس کے لئے جو میری سُنے اور میرا ساتھ دے۔ اور ہلاکت ہے اس کے واسطے جو از راہ انکار و استکبار مجھے رد کرے وہ یہ بھی پکار پکار کر دنیا کے گوش گذار کرتا ہے کہ دیکھو خدا نے مجھے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں وہ خود اپنی آسمانی نصرتوں اور غیبی تائیدات سے میرے سلسلہ کو فروغ و ترقی عطا فرمائے گا۔ وغیرہ وغیرہ اس پر گویا ساری دنیا اس کی مخالفت پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ ہر مذہب ہر فرقہ ہر طبقہ کے لوگ باوجود آپس میں سخت نقیض و اختلاف۔ تباغض و تحاسد رکھنے کے اُسے جھٹلاتے۔ طرح طرح سے گزند پہنچاتے بلکہ اپنے نزدیک مٹانے کی ناپاک کوششوں میں سب ایک ہو جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کیسا نازک معاملہ ہے ایک طرف اکیلا دم اور دوسری طرف اعداء کا جمگھٹا جنمیں سے ایک ایک اس کو بالکل پامال و نابود کر دینے کی ٹھانتے ہوئے۔ پھر یہ نہیں کہ حق اور انصاف کی لڑائی ہو۔ بلکہ جائز و ناجائز ہر قسم کے حیلے اور شرمناک منصوبے بھی اس کے خلاف روا رکھے گئے حتے کہ اپنی ہی مسلمہ معتقدات مذہبی کو اس کی ضد میں نظرانداز بلکہ عمداً ترک کر دیا گیا۔ طرح طرح کے بہتان باندھتے اور ناخدا ترسانہ جوش تعصب میں خون تک کے جھوٹے مقدمے اس پر دائر کرنے سے بھی دریغ نکیا گیا۔ اس درجہ عناد و بغض یہ اپنے بیگانوں کا متفقہ نرغہ۔ خیال سے بھی اچھے اچھے حوصلہ والوں کا پتہ پانی ہوتا ہے ؀

مگر اللہ رے ہمت و استقامت۔ وہ ذرا ہراسان نہیں ہوتا۔ اور برابر یہی کہے جاتا ہے کہ دیکھو تم سب میرے مقابلہ میں ناکام و نامراد اور خائب و خاسر رہو گے۔ تم لاکھ مل مل کر زور لگاؤ۔ میرے کاروبار کو بھسم کرنے کے لئے آتش فساد بھڑکاؤ مگر تم میرا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ میں اس ہستی ذوالجلال کیطرف سے ہوں جو اپنے راستبازوں کی حمایت میں بڑی غیور اور باریک در باریک تدابیر پر قادر ہے۔ میں ابراہیم ہوں۔ اس لئے تمہاری نار حرب مجھ پر ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اس نے کہا کہ۔ "آگ ہماری غلام ہے بلکہ غلاموں کی بھی غلام"

اور ع

کہ یہ جان آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

آخر وہی ہوتا ہے جو اسکے پاک منہ سے نکلا تھا کہ دشمنوں کی کوئی ریشہ دوانی کوئی منصوبہ بازی اس کی تخریب میں سرسبز نہو سکی (فالحمد للہ علی ذالک) کیونکہ اس کا سارا کاروبار خدا کا کاروبار تھا اور ہے۔ اسکی ساری باتیں خدا کی طرف سے تھیں۔ جن کی سچائی روز بروز پہلے سے زیادہ پتھر کی لکیر ہوتی جاتی ہے جسے اسکے مخالف نہیں مٹا سکتے۔

یہ جلسہ اسی مامور برحق۔ اسی امام آخرالزمان۔ اسی رسول عربی کے مبشر **نبی اللہ** کا قائم کردہ ہے۔ جس کی کامیابی و رونق خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر دفعہ سال گذشتہ کی نسبت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی طرف یہ رجوع خلایق کسی عارضی و فانی اسباب۔ کسی انسانی تحریک پر مبنی نہیں بلکہ اس قادر و مقتدر ہستی لازوال کی جانب سے ہے جسنے بڑی تحدی سے اس کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بڑھاؤں گا۔ اور تیرے ذکر خیر کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس اس کثرت کے ساتھ آئینگے کہ تو ملاقاتیں کرتے کرتے تھک جائیگا۔ تیرے مخالف ناخنوں تک زور لگا کر بھی تیری عالمگیر عزت اور مقبولیت کو نہ روک سکیں گے۔ اس نے اپنے مامور کو تسلی دی کہ دنیا کے کیڑے تجھے رد کرتے ہیں تو کیا کریں۔ پر خدا تجھے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی کو ظاہر کرکے رہے گا۔ خدا کی شان کہ اس کی یہ باتیں بیسیوں برس سے آج تک حرف بحرف پوری ہو رہی ہیں مخالف اس آلٰہی سلسلہ کو دیکھ دیکھ کر دل ہی دل میں کٹتے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے ؀

آج وہ پیارا ہم میں نہیں ہے۔ لیکن **الحمد للہ** کہ اس کا بہترین جانشین۔ اس کا نہ صرف جسمانی بلکہ نیز روحانی خلف سعید و رشید۔ ہاں ہاں اس کے آسمانی علوم کا یہی سچا وارث اور جائز حقدار۔ خود خدا کا مقرر کردہ خلیفہ برحق اس کی جگہ بدر کامل کی مانند ہمارے سروں پر چمک رہا ہے۔ جس کی نسبت خود اسی کے الہامی کلام میں یہ زبردست پیشگوئی ہے کہ۔

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا

جو ہو گا ایک دن محبوب میرا

کرونگا دور اس مَہ سے اندھیرا

دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

پس اس حتمی وعدہ آلٰہی کے مطابق ضرور تھا کہ اس کی طرف ایسا ہی خارق عادت رجوع خلایق ہو۔ جو ایک عالم کو پھیرنے کے لئے ضروری ہے۔ سو الحمد للہ کہ ہم نے اس جلسہ میں ان بشارات پر مُہر تصدیق لگانیوالے وہ نظارے دیکھے جو کسی دور و مہجور کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتے۔ یوں تو ہر روز مرہ ہی ہر چہار طرف سے بہتیری خلق اللہ پروانہ وار آپ پر نثار ہوتی رہتی ہے لیکن جلسہ کے دنوں میں تو حد ہی ہو گئی۔ اللہم زد فزد۔ حضرت مسیح موعود کا زمانہ آنکھوں میں پھر گیا۔

کوئی بیرونی یا اندرونی مخالف اس کی کچھ وجہ بیان کر سکتا ہے کہ اگر معاذ اللہ یہ کاروبار برسرحق نہیں۔ اگر حضرت فضل عمر

کی خلافت منجانب اللہ نہیں۔ تو پھر کیوں اس کو دن بدن ترقی ہو اور کیوں مخالفوں کی تدبیریں اس کے مٹانے میں کارگر نہیں ہوتیں۔ جبکہ ان کا جتھا بھی بظاہر بڑا زبردست ہے۔ اور وہ اپنی مخالفت میں بھی سچے ہیں تو اس کے کیا معنے کہ خدا جو ہمیشہ سے سچائی کا حامی ہے۔ ان کی متفقہ کوششوں کو بھی نامراد رکھتا۔ اور کالعدم کئے دیتا ہے۔ کاش! کوئی چشم بصیرت رکھتا ہو اور ان صاف و صریح واقعات سے سبق عبرت حاصل کرے۔

غرض اب کی دفعہ تو احمدی قوم کا یہ سالانہ اجتماع خدا کے فضل سے ایسا کامیاب رہا جس کی اسباب ظاہری کے لحاظ سے ہمیں خود بھی پختہ توقع نہ ہو سکتی تھی۔ گو افضال الٰہی کے ہم ہر حال میں امیدوار ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ کے ساتھ اس کی عنایات و تائیدات نت نئے رنگ میں آگے سے بڑھ چڑھ کر دیکھتے ہیں۔ جن کے سبب اعداء کے ہاں آئے دن صف ماتم ہی بچھنی چاہیئے۔

اُٹھیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اس جلسہ کی خصوصیتیں

(۱) سب سے اول اور بڑی خصوصیت تو یہ ہے۔ کہ اب کی دفعہ برادران سلسلہ اسقدر تعداد میں آئے کہ پہلے کبھی نہ آئے تھے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اسقدر مختلف اطراف ملک سے اور اتنی دور دور کے غلامان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مرکز میں فراہم ہوئے جس کی نظیر گذشتہ جلسوں میں نہیں ملتی۔

(۳) مستورات بھی ایک ایسی معقول تعداد میں آئیں کہ سنین ماضیہ میں غالباً کبھی نہ آئی ہوں گی۔

(۴) وعظ اور تقریریں بھی بڑی زبردست و موثر ہوئیں اور تعداد میں سالہائے ماسبق کی تقریروں سے بہت زیادہ۔

(۵) درس قرآن مردوں عورتوں دونوں میں ہوتا رہا۔

(۶) منارۃ المسیح جس کی تکمیل پر بہت سی برکات کے نزول کا دارومدار ہے۔ قریب بہ تیاری پہنچ گیا۔ گویا جس عظیم الشان کام کی بنیاد حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے رکھی تھی۔ وہ خلافت ثانیہ کے عہد میں پورا ہوا۔ اور سپیدی پلستر وغیرہ کا کام بھی انشاء اللہ جلدی ختم ہو جائے گا۔

(۷) متعدد مفید و ضروری کتب کی تالیف و اشاعت ہوئی جو اپنے شاندار و بابرکت نتائج کے لحاظ سے انشاء اللہ سلسلہ کی تاریخ میں سونے سے لکھے جانے کے قابل اور بڑی قدر و منزلت کی مستحق ثابت ہونگی۔ مثلاً (ا) قرآن کریم کے انگریزی اُردو ترجموں کے پہلے پارے (ب) سلسلہ اسباق درس قرآن کا نمبر ا جو خدا نے چاہا تو ایک ان بہنوں کے لئے گھر بیٹھے کتاب اللہ کی درس و تدریس کا کام دے گا۔ (ج) رسالہ زکوٰۃ کی تدوین و اشاعت کہ یہ بھی اسلام کی ایک اہم خدمت ہے۔ اور خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ سلسلہ کی مالی حالت پر اس کا اثر کیسا کچھ بابرکت ہوتا ہے یہ سب تالیفات تو انجمن ترقی اسلام کے علماء کرام نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت امام اولوالعزم کی توجہ و عالی ہمتی سے جلسہ کے قبل یا عین جلسہ کے دنوں میں تیار کیں۔ اور کمال سرعت کے ساتھ خارق عادت طور پر دستی پریس کے ذریعے انجمن خیز مرحلے طے کر کے معزز مہمانوں کے ہاتھ میں پہنچ گئیں اس کے علاوہ معلوم ہوا ہے کہ بعض مفید و ضروری کتب پرائیویٹ اشخاص کی سعی سے بھی اسی جلسہ کی خاطر اسی مبارک تقریب پر شائع ہوئیں۔ جن کا ذکر موجب طوالت ہوگا۔

(۸) تعداد مہمانان کے علاوہ تعداد ایام کے لحاظ سے بھی یہ جلسہ بفضل خدا گذشتہ تمام جلسوں پر فوق لے گیا۔ پھر کسی طرح کی کمی یا کوتاہی نہیں سنی گئی۔

(۹) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمعہ سے خاص تعلق ہے۔ پھر مصلح موعود ایدہ اللہ بنصرہ کا وجود باجود حضرت ممدوح کے دینی کارناموں کا متمم ہے۔ حتیٰ کہ جیسے حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر دین کی تکمیل ہوئی تو مسیح موعود کے ہاتھ پر تکمیل تبلیغ مقدر تھی۔ اسی طرح اُس سلطان القلم نے اظہار علی الدین کلہ کی عظیم الشان خدمت اپنے دست مبارک سے بذریعہ تصنیف انجام دی تو حضرت فضل عمر مصلح موعود کے بابرکت عہد میں آپ کی پاک تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت ماشاء اللہ اس سرگرمی سے ہو رہی ہے کہ خدا چاہے تو عنقریب وہ دن آنے والا ہے کہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں دیکھ لیگی۔ اور ہم تو بفضل خدا کسی نہ کسی پیمانہ پر روز ہی کیفیت مشاہدہ کرتے ہیں۔ پس خصوصیت جمعہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی و بصیرت نہ ہوگا کہ اس دفعہ کا سالانہ جلسہ دو جمعوں کے درمیان آکے پڑا۔ جو سلسلہ کی موعودہ ترقیات کے لئے ایک نیک فال ہے۔ اور جہاں تک پاک نوشتوں اور الٰہی بشارات پر نظر کی جاتی ہے۔ خارق عادت تائید و نصرت کا یہی سال ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔

(۱۰) معاندین خلافت حقہ کو اب سے چند روز قبل تھوڑا سا فانی اعزاز و امتیاز حاصل ہوا۔ جس پر بھول کر وہ اپنے دل میں سمجھتے ہوں گے کہ اب ہماری کامیابی و شہرت آسمان ترقی پر جا چڑھے گی۔ اور ابلہ فریبی و مرشد فروشی کا یہ کمال اب شاید ان کی جانب غیر معمولی رجوع خلائق کا موجب ہو۔ اور مرکزی کاروبار کے لئے کساد بازاری کا۔ مگر واقعات نے روز روشن کی طرح آشکار کر دیا کہ صورت حال بالکل برعکس اور ان کی توقع کے خلاف رہی۔ فالحمدللہ۔ کیا یہ کرامت محمود نہیں؟ کیا یہ اس امر کا کھلا کھلا ثبوت نہیں کہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ مصلح موعود کے ساتھ ہے۔ اور اس سے لڑنا خدائے قہار سے جنگ ٹھاننا ہے۔

(۱۱) جلسہ کے دو تین ہی دنوں میں حضرت فضل عمر کے دست مبارک پر اتنے زن و مرد نے بیعت کی کہ سلسلہ کی تاریخ میں ایسے اہم اور مبارک ایام کی نظیر تلاش کرنا عبث ہوگا۔ افسوس کہ ان تمام نو مبائعین کے نام جلسہ کی بھیڑ میں قلمبند نہ ہو سکے۔ اور جو ہوئے انکو اصل تعداد کا عشر عشیر سمجھو۔ کیا یہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کی زندہ تفسیر نہیں؟ کاش! سلسلہ کی امتیازی خصوصیات اور اس کے بنیادی اُصولوں پر پانی پھیرنے والے خود فراموش ناحق کوش سوچیں کہ احمد نبی اللہ کے نفخ صور سے بیدار ہو کر اسکے جانشین کی طرف دوڑ دوڑ کے آنے والی سعید رُوحیں زیادہ نکلتی آتی ہیں یا نفاق و مداہنت کی میٹھی لوریوں سے متاثر ہو کر کاشانہ غفلت کی طرف نہایت سست رفتار سے رینگنے والی؟ جہاں سات کے مبارک عدد کو بھی بدنام کرنے کے لئے "چند" کی حد سے بھی پرے اک بالکل ناقابل ذکر تعداد بڑے فخر سے قلم جلی دکھلائی گئی ہے یہاں بفضلہ ایسے ایسے خدا جانے کتنے "سات" آئے دن ہمارے امام محترم کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ لو

کوئی ان کا نام بھی نہیں پوچھتا۔ خدائے تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس میں ہرگز کوئی تعلّی یا مبالغہ نہیں کہ جو لوگ بذریعہ ڈاک ہمارے حلقۂ احباب میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کے نام تو ایک مقررہ انتظام کے ماتحت گونہ التزام کے ساتھ درج فہرست کرتے جاتے ہیں (ان میں بھی کئی رہ جاتے ہوں گے) اور لوکل طور پر دست بدست حضرت فضل عمر کے مبارک ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی اسم نویسی کا ہم ناچیز خدام حضرت سے بوجوہ چند در چند اب تک کوئی اہتمام ہی نہیں ہو سکا۔ تو گویا جس قدر نام ہمارے نومبائعین کے اخبار میں شائع ہوتے ہیں۔ انکے علاوہ اب تک صدہا ایسے بھی ہوں گے بلکہ یقیناً ہیں جنکے اسمار گرامی اخبار میں شائع نہیں ہوئے۔ یہ لفظ گرامی ہمنے محض ایشیائی تکلف یا رسمی ادب قاعدہ کے طور پر استعمال نہیں کیا بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہر وہ شخص جو داخل سلسلہ ہوتا ہے۔ ایک بیّن نشان ہے پہلے صداقت حضرت مسیح موعود کا جن کے منکروں میں ہر نومبائع اپنی بیعت سے قبل شامل رہ چکا ہوتا ہے۔ پھر حضرت خلیفۂ برحق جناب فضل عمر کے اس منصب عالی کے منجانب اللہ ہونے کا جسکے خلاف سلسلہ کے دشمنان ودوست نما ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ اور اس کو بجائے گزند پہنچنے کے اور ترقی و کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ ✻

(۱۲) اس جلسہ میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو غیر ہونے کی حالت میں خدا جانے کن کن مخالفانہ جذبات کو دل میں لئے وارد قادیان ہوئے تھے۔ مگر بفضل خدا **احمد نبی اللہ** (علیہ السلام) کے غلام اور **مصلح موعود** (ایدہ) کے خدام بن کر یہاں سے اپنے اپنے وطن مالوف کو سدھارے۔ یوں بیعت تو ہمیشہ ہی ہوتی رہتی ہے۔ اور سالانہ جلسوں میں بھی بہتوں نے کی ہوگی۔ لیکن موجب مسرّت خصوصیت تو یہ ہے کہ پیغامی مغالطوں کی لغویت کو سمجھ کر پوری بصیرت کے ساتھ "کافر کہنے والوں" کی طرف آئے۔ اور انکی طرف نہ گئے جو انہیں مومن بتلا کر بھی دل بڑھاتے ہیں۔ اور اپنا ایمان بھی اس لایعنی تالیف قلوب پر سے نثار کرنے کو تیار ہیں۔ کاش! یہ حضرات ابھی سوچیں کہ انکے ایمان نے خود ان کو کیا فلاح دی؟ اور دوسروں کی کیا بلا کو غرض پڑی ہے، کہ ایسی احمدیت یا مسلمانی کو قبول کریں جسکے بغیر بھی آدمی مومن و مسلم ہی رہتا ہے۔ تحصیل حاصل کی لغویت کو خال خال سادہ لوح نہیں سمجھ سکتے تو کیا دنیا میں سبھی ایسے فاتر العقل بستے ہیں؟ (باقی دارد)

ماریشس میں احمدیت کی تبلیغ

مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے احمدی مسلم مشنری کا عریضہ مورخہ ۲۲ نومبر

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

✻

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سیدی ومطاعی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہر وقت یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ خوش وخورم مظفر ومنصور اور صحت و عافیت سے رکھے۔ اور کسی قسم کا حضور کو فکر دامنگیر نہ ہو۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلیمہ ہال واقعہ روز ہل میں باجازت صاحب گورنر بہادر پبلک لیکچر اُردو و انگریزی میں فرحت کر لئے ہیں۔ آگے میں نے ایک میدین گاؤں کا ذکر کیا تھا کہ وہاں ایک شخص محمد حنیف نام نے ہمیں بلوایا۔ پھر وہاں سے متواتر کئی دن دو دو آدمی آکر ہم سے معافی مانگتے رہے کہ ہمارا وہ قصور معاف کرو ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہم کو لوگوں نے بتایا تھا کہ یہ عیسیٰ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور دین اسلام پر نہیں ہیں۔ قرآن و حدیث نہیں مانتے۔ میری باتیں سنکر اس نے کہا کہ یہ تو بالکل اسلام ہے۔ اور ہم روز ہل سے قریباً دس آدمی دو موٹر کاروں میں گئے۔ اور وہاں تین گھنٹہ رہے۔ وہاں سلسلہ حقہ کی باتیں اور صداقت اسلام لوگوں کو بذریعہ گفتگو پہنچائی گئی۔ لوگ بہت خاموشی سے ہماری باتیں سنتے رہے۔ اور کسی قسم کا اعتراض نہ کیا۔ حق میں عجیب سحر ہے۔ جو قلوب پر تسلط کر لیتا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ لوگوں کو حق مدلل طور سے پہنچایا نہیں جاتا۔ مدلل حق کے آگے گردنیں جھک جاتی ہیں۔ اور چون و چرا نہیں کر سکتیں۔ ہم اسی دن واپس آگئے۔ عجیب خدا کے کرشمے ہیں کہ اب یہاں حق لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا جاتا ہے۔ صرف رسم و عادت طلب جاہ اور حُبِّ دنیا اور رشتہ دار حق کے قبول کرنے میں سخت روک واقعہ ہو رہے ہیں۔ غلام نبی کا عم زاد بھائی اسمٰعیل اور بھائی حسین بھی اب کھلم کھلا ہمارے ساتھ مل گئے ہیں اور ہمارے ساتھ جمعہ پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ ایک شخص ابراہیم نام جو ابھی تازہ یہاں آیا ہے میرے پاس قریباً روز آتا ہے اور دو تین گھنٹہ میرے پاس بیٹھتا ہے۔ اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ کر رہا ہے وہ تو ہمارے طرز بیان پر بہت ہی گرویدہ ہے۔ اور کہتا ہے کہ کسی مولوی یا ملّاں نے ہمیں اسلام اس طرح نہیں سمجھایا۔ اور صرف کہدیتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو۔ اور نہ کوئی اس کا فائدہ بیان کرتے ہیں نہ کوئی اس کی حکمت بتلاتے ہیں۔ اور نہ ان باتوں کو مدلل طور سے دل نشین کرتے ہیں۔ یہاں بھی اکثر لوگوں کو طریقت اور معرفت کی بہت ٹھرک ہے۔ خود خدا بنتے ہیں اور نماز کے تارک ہیں۔ اور یہاں کے پیر اپنے مریدوں کو مخفی طور پر یہ بتاتے ہیں کہ یہی دنیا ہے اور قیامت و آخرت (معاذ اللہ) کوئی نہیں ہے۔ انسان مر کر پھر اسی دنیا میں واپس آجاتا ہے۔ اور بالکل اہل ہنود کے تناسخ کے مطابق اپنا عقیدہ بنایا ہوا ہے۔ اور لوگوں کو نماز سے بیزار کر دیتے ہیں۔ جب کوئی پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو نماز کا تارک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پیر سب سے الگ ان کو یہ بھید بتلاتا اور کہدیتا ہے کہ یہ کسی کو نہ بتانا۔ مسلمان ہندوؤں پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ پتھر پوجتے ہیں حالانکہ یہ مسجد میں جا کر خود پتھروں کی عمارت کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اسطرح سے بہت سے لوگ اباحتی ہو گئے ہیں۔ کئی ایک لوگ جب میرے درس قرآن میں آتے ہیں۔ اور نماز اور اس کی حکمت۔ قیامت اور اس کے دلائل۔ دنیا کی بے ثباتی۔ ارواح کا مخلوق ہونا۔ تناسخ کا بطلان۔ اور عذاب قبر کھولکر بیان کیا جاتا ہے تو لوگ تسلیم کرتے جاتے ہیں۔ اور اپنے پیروں سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے خود بتلایا کہ جب اس نے بیعت کی تھی تو اس کے پیر نے اس کو لوگوں سے بالکل الگ طور پر یہ بتایا۔ اور کہا کہ یہ کسی کو مت بتلانا کہ یہی دنیا ہی دنیا ہے مر کر یہیں واپس آنا ہے۔ اور مسلمان پتھروں کو ہندوؤں سے بڑھ کر پوجتے ہیں۔ فانا للہ علی مصائب الاسلام ظاہری علما صرف حروف قرآن مجید پر قناعت کئے ہوئے ہیں وہ قرآن پڑھانے کے بعد مولود کی کتاب یا نور نامہ یا کوئی اور قصہ کہانی کی کتاب پڑھا دینا تعلیم کے اعلیٰ معراج پر پہنچا دینا سمجھتے۔ اور بالکل حلق سے نیچے قرآن نہیں اترنے دیتے۔ اور کبھی لوگوں کو قرآن نہیں سمجھاتے۔ اصل میں وہ

بیچارے سمجھائیں کیا۔ جبکہ خود ہی نہیں جانتے۔ اُدھر باطنی علماء کا یہ حال ہے۔ کہ اسلام سے ہی منکر ہیں۔ دہریّہ بنے ہوئے ہیں۔ نام کو تو معرفت کے سمندر میں تیر رہے ہیں مگر حقیقت حال دیکھو تو نہ خدا ہے نہ اسلام۔ نہ قرآن ہے نہ قیامت۔

بہت سے پیر اور مولوی صرف تعویذوں پر گذارہ کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تو ہمیں اب معلوم ہوا ہے۔ پہلے تو مولوی صرف اپنے گذارہ کے لئے سوال کرنے آتے رہے ہیں۔ اور ہمیں کوئی حق نہیں بتاتے رہے۔ بلکہ یہاں تک بعض کہتے ہیں کہ ملک سے آتے ہیں۔ اور یہاں آکر عبا اور چوغہ پہن لیتے ہیں اور مولوی کا نام رکھوا کر لوگوں کو لوٹتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ماریشس میں کوئی حق قرآن سے سمجھانے والا نہیں۔ اور بعض لوگوں کو یہ شک و شبہ پڑ گیا ہے کہ یہ (یعنی میں) سرکار کیطرف سے آیا ہے۔ اور سرکار اس کو تنخواہ دیتی ہے۔ کیونکہ پانچ ماہ سے آیا ہے اور کسی سے مانگتا نہیں۔ اور یہ کہاں سے کھاتا ہے۔ اسپر لوگ بہت تعجب کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ ملک میں بڑے امیر آدمی ہیں۔ انکو یہ تعجب پر تعجب آرہا ہے کہ پہلے جو کوئی مولوی آیا ہے۔ اور اس وقت تک بھی جو کوئی مولوی ہے وہ اپنے گذارہ کے لئے کسی مسجد کا ملاں بنکر یا قرآن پڑھا کر یا کسی اور ذریعہ سے اپنی معاش کماتا ہے۔ اور رمضان میں اور دیگر ایام لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرتا ہے۔ اور یہ عجیب مولوی ہے کہ اتنی دور سے آیا ہے اور خود اپنا خرچ کر رہا ہے۔ خیر میرے متعلق بہت قیاسات سے کام لیا جا رہا ہے یہاں تک کہ مجھ پر بہت دفعہ سوال ہوا ہے۔ اور پھر میں نے انکو بتایا ہے کہ ہم کو حضرت خلیفۃ المسیح نے بھیجا ہے۔ اور انہوں نے ہمیں سوال کرنے سے سخت منع کیا ہوا ہے۔ کیونکہ اسلام کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے سے سخت روکتا ہے۔ اور سوال کرنا جائز نہیں ہمارا انتظام ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میرے پاس محمد نام آدمی آیا۔ اور ہماری باتیں سنکر بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ باہر کچھ اور سنتے ہیں اور یہاں کچھ اور باتیں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے جو ہمارے پاس آتا ہے پھر ہماری باتیں سُنکر دوسروں کو ان باتوں سے لاجواب کر دیتا ہے۔ اور یہ خدا کی شان ہے کہ سمجھدار طبقہ لوگوں کا ہمارے پاس آتا ہے اور وہ خوب باتیں سمجھ جاتا ہے۔ اور باہر جا کر کئی لوگوں کو تبلیغ کر کے ہمارے قریب کر دیتا ہے۔ جو کہ ہماری شکل دیکھنے کے روادار نہیں۔ ان ہی کتابوں سے اور قرآن کریم کے ترجمہ سے جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو انکو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ کنماس سے دو آدمی آئے انکو وفات مسیح قرآن کریم سے تبلائی گئی۔ اسی ابراہیم کے ذریعہ ایک میاں جی ہم سے مل گئے۔ اور وعدہ کر گئے کہ پھر آئینگے۔ اور بہت خوش گئے۔ یہاں تعزیہ کے رسم پرست بہت ہیں۔ اور عشرہ محرم میں دس مجلس امام حسین رضی اللہ عنہ کی پڑھتے ہیں۔ ایک شخص عبدالرحیم نام ہیں ایک دن وہ بروز جمعہ میرے پاس آئے۔ بقرعید سے وہ ہمارے ساتھ جمعہ اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور دوسروں سے بالکل الگ ہو گئے ہیں۔ انکی بہو کو دردزہ صبح سے تھا۔ جمعہ کے بعد ان کی بیوی نے انکو میرے پاس بھیجا کہ کوئی تعویذ لاؤ۔ انہوں نے مجھ کو کہا کہ میری بہو کو درد ہے۔ اور بہت لاچار ہے کوئی تعویذ لکھ دو۔ میں نے کہا کہ میں تو ان باتوں کا قائل نہیں ہوں۔ ہاں میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ میں آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ دوسری کرسی پر۔ اور میں نے دل میں وہیں بغیر ہاتھ اٹھانے کے دعا کی۔ اور کچھ مدت کے بعد ان کو کہا کہ جاؤ خبر لاؤ تو وہ اسی وقت واپس آئے۔ کہ لڑکا پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان کا اس دن سے زیادہ اعتقاد بڑھ گیا ہے وہ پیر ظہور شاہ کا مُرید ہے۔ حضور دعا فرما دیں۔ اس کے ساتھ چار نوجوان اس کی بیوی کے لڑکے ہیں۔ اس کا خود کوئی لڑکا نہیں ہوا۔ حمل ہوتا ہے اسقاط ہو جاتا ہے اسکے لئے حضور دعا فرما دیں وہ اپنے پیر سے آہستہ آہستہ الگ ہو رہا ہے۔ اور ہماری طرف ہی بالکل آگیا ہے اور لوگوں کی نظر میں ملامت کا نشانہ بنا ہوا ہے یہاں لوگ عقیقہ نہیں کرتے۔ انہوں نے میرے کہنے کے مطابق اس لڑکے کا عقیقہ کیا۔ اور اس کا نام بھی مجھ سے پوچھ کر عبد اللہ رکھا ہے اور تمام احمدیوں اور مؤلفۃ القلوب کی انہوں نے دعوت کی اور وہ ایک دن محرم کے شروع ہونے سے پہلے پوچھنے لگے کہ آگے تو ہم ان ایام محرم میں مجلس کیا کرتے تھے۔ اب آپ جو کرینگے وہی ہم کرینگے۔ میں نے کہا ہم تو ہمیشہ جیسا کہ قرآن شریف کا درس دیتے ہیں وہی درس دینگے۔ پھر انکی درخواست کے مطابق دس دن درس عام انکے گھروں پر دیا گیا۔ اس کی بیوی کو بھی بہت اعتقاد ہو گیا ہے وہ بھی اپنے رشتہ داروں کو ہماری باتیں سمجھاتی رہتی ہے ہم نے سنیما ہال میں دو جلسے کئے۔

پہلا جلسہ اُردو اور انگریزی دونوں میں تھا۔ افتتاح جلسہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف۔ اس کا شکر۔ اور برٹش گورنمنٹ کی برکات اور گورنر صاحب بہادر کا شکریہ اور اس کے بعد یہ بیان کیا کہ انسان کیوں دنیا میں آیا۔ اس میں اور حیوان میں کیوں خدا نے فرق رکھا ہے صرف اکل و شرب اس کی زندگی کا اعلےٰ مقصد نہیں ہے بلکہ وہ اسلئے دنیا میں آیا ہے کہ اپنے خالق حقیقی کو پہچانے۔ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد اسکے اسماء حسنٰے ہیں ام الصفات جو سورہ فاتحہ میں ہیں بیان کئے انگریزی میں۔ پھر اردو میں بھی سمجھایا گیا کیونکہ بہت سے لوگ انگریزی نہیں سمجھتے تھے۔ اور ماسٹر نورع صاحب نے فرنچ میں کچھ تقریر کروائی ٭

دوسرا جلسہ کل بروز اتوار ۱۲ر نومبر کو منعقد ہوا یہ بالکل اُردو میں تھا۔ میں نے ڈیڑھ گھنٹہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے اس کی صفات سورہ حشر کے آخری رکوع سے۔ روح کا مخلوق اور حادث ہونا اور اس کا تبدیلی قبول کرنا فنا پذیر ہونا بیان کیا اور لوگوں کو خوب ذہن نشین کرایا کہ اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں ہستی صرف الہام کے ذریعہ سے کماحقہٗ پہچانی جاتی ہے۔ اگر خدا بھی اپنے کسی مقرب پرستار سے نہ بولے۔ جیسا کہ بُت اپنے پرستار سے نہیں بولتا تو ان دونوں میں ما بہ الامتیاز کیا ہوگا۔ عابد تو صرف کسی چیز کو اسلئے پوجتا ہے کہ وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس کا معبود نفع و ضرر پہنچا سکتا ہے۔ ورنہ وہ اپنا سر کسی کے آگے خم نہیں کر سکتا۔ اب اگر پرستار کو معبود اپنے ہونے کی خبر نہ دے۔ اور یہ نہ بتلائے کہ اس نے اس کی دعا کو سن لیا ہے اور نہ کہے کہ میں تجھ سے خوش ہوں تو عابد کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا اس معبود نے اس کی بات بھی سُنی ہے یا نہیں۔ اگر معبود کسی سے بھی نہیں بولتا تو اس کا گونگا اور بہرا ہونا ثابت ہو گیا۔ جب وہ ہماری دُعا اور عبادت سے ہی غافل ہے تو پھر ہمیں چیخنے چلانے سے کیا فائدہ۔ اور لوگوں کو بتایا کہ اس زمانہ میں بھی خدا بولتا ہے۔ اور اس نے اس دہریت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں جبکہ لوگوں نے مذہب۔ خدا۔ نبوت۔ بعث بعد الموت قیامت کا خیال ایک توہم پرستی اور باطل قرار دیدیا تھا۔ خدا نے ایک عظیم الشان مُرسل بھیجا جس نے بتا دیا کہ خدا حق ہے۔ رسول حق ہیں۔ اور مذہب حق کے خزانے لوگوں کے سامنے رکھ دئے۔ اور رُوحانیت کے بیشمار رموز و اسرار لوگوں کو سمجھا دئے۔ جیسا کہ مادی دنیا نے اپنی ترقی کے معراج کو پا لیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی صداقتوں کو تمام مذاہب باطلہ پر غالب کر کے دکھلا دیا ہے۔ (بقیہ دیکھو صفحہ ۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۵ء

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

دنیا کی کوئی ترقی اور کوئی کامیابی کوئی عزت اور کوئی رتبہ کوئی درجہ اور کوئی امتیاز ایسا نہیں ہے۔ جو بغیر محنت اور کوشش کے انسان کو حاصل ہو سکے۔ جس قدر کوئی چھوٹی کامیابی ہوگی۔ اس کے لحاظ سے انسان کو بھی تھوڑی ہی محنت اور مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اور جس قدر بڑی کامیابی اور بڑا مدعا ہوگا۔ اسی قدر اس کے حصول کے لئے بہت کوشش اور محنت کرنی پڑے گی تو چھوٹے سے چھوٹے کام میں بھی انسان کو کچھ نہ کچھ محنت اور مشکل ضرور پیش آتی ہے۔ سوائے ان چیزوں کے حصول کے جن کی انسان کو ہر وقت اور ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔ اور جن کے بغیر وہ ایک دم بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ باقی جسقدر بھی چیزیں ہیں۔ وہ اسی قسم کی ہیں کہ ان کے لئے انسان کو ضرور تھوڑی بہت محنت مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ وہ چیزیں جو بغیر محنت کے حاصل ہوتی ہیں۔ اور جن پر انسان کی بقا منحصر ہے۔ اور جن کا ہر وقت وہ محتاج ہے انہیں سے ایک ہوا ہے۔ اس کی انسان کو سوتے بھی جاگتے بھی چلتے بھی پھرتے بھی اٹھتے بھی بیٹھتے بھی کھاتے بھی پیتے بھی پہنتے بھی آرام کرتے بھی۔ غرضیکہ ہر وقت اور ہر گھڑی ضرورت ہے۔ اور ہر ایک انسان ہر حالت میں ہوا کا محتاج ہے۔ اور کوئی ایسا وقت انسان پر نہیں آتا کہ وہ ہوا سے مستغنی ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی سوئے اور سانس نہ لے۔ اور پھر زندہ اٹھ کھڑا ہو۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی کھائے اور سانس نہ لے کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی پیئے اور سانس نہ لے۔ بلکہ ہر آن اور ہر حالت میں انسان اس کو استعمال کرتا ہے۔ لیکن خدا نے اس کے لئے کوئی قیمت اور کوئی محنت نہیں رکھی۔ تم کبھی کسی انسان کو نہ دیکھو گے کہ وہ ہوا کے حصول کے لئے کوشش کر رہا ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہوا خود بخود اس کے پھیپھڑوں میں چلی جاتی۔ اور اسکو زندہ رکھتی ہے لیکن وہ دوسری چیزیں جن کا انسان محتاج ہے لیکن ہوا سے کم درجہ پر محتاج ہے۔ انکے حصول کے لئے ضرور محنت کرنی پڑتی ہے۔ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ پانی جیسی ضروری چیز جس کے بغیر انسان دو یا تین دن کے اندر مر جاتا ہے یا کھانے جیسی ضروری چیز جس کے بغیر پانچ دس دن تک زندہ رہ سکتا ہے کسی کے منہ میں پانی یا کھانا خود بخود چلا گیا ہو پانی کبھی خود بخود منہ میں نہیں جاتا۔ اسی طرح روٹی کبھی اپنے آپ منہ میں نہیں چلی جاتی۔ لیکن ہوا خود بخود جاتی اور ہر وقت جاتی ہے۔ کیوں اس لئے کہ اسکے بغیر تو انسان ایک سیکنڈ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن کھانے پینے کے بغیر کچھ عرصہ رہ سکتا ہے۔ اور ہر وقت انکی ضرورت نہیں رہتی۔ تو چونکہ ان کے بغیر انسان کچھ وقت تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے انکے حصول کے لئے کچھ نہ کچھ محنت رکھ دی ہے۔ اور وہ ہر ایک امیر سے لیکر غریب تک کو کرنی پڑتی ہے۔ دیکھو پانی کے لئے اول تو یہ محنت کرنی پڑتی ہے کہ کنواں کھودا جاتا ہے۔ لیکن اگر کنواں کھدا ہوا بھی ہو تو پھر اس سے پانی نکالنا پڑتا ہے۔ اور اگر گھڑوں میں بھی سقہ ڈال جائے تو گھڑے سے نکالنا پڑتا ہے۔ اور اگر کوئی گھڑے سے بھی ڈال دے۔ تو منہ میں ڈال کر حلق سے نیچے کرنا پڑتا ہے لیکن اگر کوئی پانی کے پینے کے لئے یہ کہے کہ خود بخود ہی منہ میں چلا جائے۔ اور پھر خود بخود ہی پیٹ میں بھی چلا جائے۔ تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا اسی طرح کھانے کے لئے ہے۔ انسان کو ضرور کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ اگر سب کچھ تیار شدہ بھی مل جائے تو بھی لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالنے دانتوں سے چبانے اور حلق سے نگلنے کی محنت ضرور گوارا کرنی پڑیگی پس ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ وہ چیزیں جن کا انسان ہر وقت محتاج ہے۔ مگر کچھ عرصہ کے لئے صبر بھی کر سکتا ہے۔ انکے لئے یہ شرط خدا تعالیٰ نے لگا دی ہے کہ وہ بغیر محنت کے حاصل نہیں ہو سکتیں دوسری چیزوں کا تو ٹھکانا ہی نہیں۔ یہی دیکھ لو کہ لڑکے جیب ہر بیر کھانے کے لئے جاتے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ بیروں کی خاطر جھاڑیوں کے کانٹوں سے ان کے ہاتھ لہو لہان ہو جاتے ہیں۔ اور ایک بیر کی خاطر کانٹوں میں ہاتھ ڈال دیتے۔ اور جن کر نکالتے ہیں۔ خون ہاتھ سے بہ رہا ہے۔ مگر وہ بڑے خوش ہوتے اور کہتے ہیں۔ کیا مزے کا بیر ہے۔ اور کیسا میٹھا ہے۔ یہ تو بچوں کی مثال ہے۔ اگر اس سے آگے چلو تو جتنا بڑا کسی کا مدعا پاؤ گے۔ اُتنی ہی بڑی اسے محنت اور مشقت کرتے بھی دیکھو گے طالب علموں کی پڑھائی کو ہی لے لو۔ لڑکے پڑھائی میں محنت کرنا بہت ضروری اور لابدی سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ اسکے حاصل کر لینے سے زندگی آرام اور آسائش سے گذریگی۔ تو طالب علم حصول علم کے لئے بہت ہی محنتیں کرتے ہیں۔ بلکہ بعض تو مسلول ہو کر مر بھی جاتے ہیں۔ ان کو اپنا مدعا ابھی حاصل بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس کے حصول میں اپنی جان بھی دے دیتے ہیں پھر جو اپنے مدعا کو پہنچتے ہیں۔ وہ بہت کوشش اور محنت کے بعد پہنچتے ہیں۔ گویا ہر روز مر کر علم حاصل کرتے ہیں یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ کوئی انسان علم کے سیکھنے کے لئے نہ محنت کرے۔ اور نہ کوشش۔ لیکن سوتا ہوا اٹھے تو سب علموں سے واقف ہو جائے یا گھر بیٹھا رہے اور مدرسہ میں نہ جائے تو عالم بنجائے۔ اور اسے سارے علوم آ جائیں۔ پھر اس موجودہ جنگ کو ہی دیکھ لو کہ اس میں کس قدر خونریزی ہو رہی ہے۔ ہزارہا انسان فنا ہو رہا ہے۔ اور کروڑوں کا گولہ بارود خرچ ہو رہا ہے۔ اور دیگر اخراجات اسقدر ہیں کہ ایک دن میں ایک اک سلطنت کا اتنا خرچ اٹھ جاتا ہے جتنی بڑی بڑی ریاستوں بلکہ حکومتوں کی سالانہ آمدنی ہوتی ہے فقط ایک سلطنت برطانیہ نے اعلان کیا تھا کہ چار گھنٹے کی جنگ میں جو صرف پچاس گز زمین کے حاصل کرنے کے لئے تھی اسقدر گولہ بارود خرچ ہوا ہے کہ جتنا ٹرینسوال کی اڑھائی سال کی لڑائی میں خرچ ہوا تھا۔ تو اس جنگ میں جو گولہ بارود استعمال ہو رہا ہے۔ اس کے ایک اک گولے کی قیمت پندرہ پندرہ سو روپیہ تک ہوتی ہے۔ پھر ایسے گولے برسات کی طرح دشمن کی فوج پر پڑتے ہیں۔ اس سے حساب کر لو کہ کس قدر روزانہ خرچ صرف گولہ بارود پر ہوتا ہے۔ لیکن جانتے ہو اس قدر خرچ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہر ایک سلطنت یہ کہتی ہے کہ ہماری قوم کی آزادی نہ چھن جائے۔ اس غرض کے لئے

خون کے دریا بہائے جا رہے ہیں۔ روپیہ بے انتہا خرچ کیا جا رہا ہے۔ وقت خرچ ہو رہا ہے۔ پھر فتح جس کی قسمت میں ہو گی۔ اسکو حاصل ہو گی۔ مگر دیکھتے ہو۔ محنت کس قدر ہو رہی ہے۔ کتنے ہی ایسے گھر ہیں۔ جنھوں نے اس آزادی کے لئے تلوار اٹھائی۔ لیکن سب مارے گئے۔ اور اب انکے گھروں میں کوئی مرد نہیں ہے۔ اخبارات میں اس قسم کے حالات چھپتے رہتے ہیں کہ فلاں گھر کے سات مرد تھے۔ اور ساتوں جنگ میں مارے گئے۔ لیکن اسطرح مرنے سے کمی نہیں آتی۔ بلکہ ان کی جگہ اور کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک مر کر گرتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اسلئے کہ اپنی قوم کی عزت اور آزادی برقرار رہے غرض کوئی ایسی چیز نہیں جو بغیر محنت کے حاصل ہو۔ پانی اور کھانے سے لے کر بڑی سے بڑی حکومت تک کے تمام کے تمام مقاصد ایسے ہیں جو محنت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ پھر کون نادان ہے جو یہ کہے یا سمجھے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق گھر بیٹھے بغیر محنت اور کوشش کے ہو جائے۔ جبکہ علم۔ دولت۔ عہدہ۔ رتبہ۔ روٹی۔ پانی خود بخود حاصل نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ان کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے تعلق کس طرح بغیر کوشش کے ہو سکتا ہے۔ اسکے لئے تو بڑی بڑی قربانیاں اور محنتیں کرنی پڑتی ہیں۔ تب انسان کامیاب ہوتا ہے لیکن یہ محنتیں اور کوششیں اس کامیابی کے سامنے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ کچھ بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مجھے اخباروں میں اس قسم کی باتیں دیکھ کر حیرت ہوا کرتی ہے کہ فلاں مقام پر اتنے سو گز زمین حاصل کرنے کے لئے اتنے ہزار آدمی مارے گئے ہیں۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ اس قربانی کے مقابلہ میں ہمیں فائدہ بہت زیادہ ہوا ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ جب انعام بڑا ہو تو اس کے حصول کے لئے خواہ کتنی ہی محنت اور مشقت کیوں نہ برداشت کرنی پڑے۔ اس کی پروا نہیں کی جاتی۔ دیکھو علم کے پڑھنے میں کتنا روپیہ اور وقت صرف کیا جاتا ہے۔ اور کس قدر محنت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن کیا کبھی کسی نے علم پڑھنا اس لئے بھی چھوڑ دیا ہے کہ اس کے لئے روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے یا محنت کرنی پڑتی ہے ہرگز نہیں۔ کیوں اس لئے کہ اس روپیہ اور محنت کے بعد جو چیز ملتی ہے۔ وہ بہت بیش قیمت ہے، تو جہاں انعام بڑا ہوتا ہے۔ وہاں قربانی بھی بڑی کرنی پڑتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جہاں انعام بڑا ہو اسکے لئے جو قربانی کی جاتی ہے اُسکو بے حقیقت سمجھا جاتا ہے ٭

لیکن کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ جو خالق ہے مالک ہے، رازق ہے وہ مل جائے۔ تو اس کے لئے محنتیں اور تکلیفیں اُٹھانا کیا چیز ہیں۔ اسوقت مینے جو سورۃ پڑھی ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے اسی طرف متوجہ کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ سورۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمائی ہے۔ لیکن میرے نزدیک قرآن شریف کی کوئی ایسی آیت نہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمائی گئی ہو۔ اور دوسرے لوگ بھی اس کے مخاطب نہ ہوں۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض آیات ایسی ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوں تو انکے اور معنی ہوں گے۔ اور اگر ہم مخاطب ہوں تو اور۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف کی آیتوں کے کئی کئی معنے ہوتے ہیں۔ اسوقت میری غرض اس سورہ کے وہ معنی بیان کرنا نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب ہونے کی صورت میں ہیں۔ بلکہ وہ معنے بیان کرنے ہیں جو ہمارے متعلق ہیں۔

یہ ایک صاف بات ہے کہ وہ انسان جس کو اپنے کام اور کوشش کا نتیجہ معلوم ہو جس شوق اور محنت سے کام کرتا ہے اس شوق اور محنت سے وہ شخص نہیں کرتا جسے کوئی اُمید نہ ہو اسی بات کو مدنظر رکھ کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم نشرح لك صدرك۔ اے انسان کیا ہمنے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ سینہ کھولنے سے کیا مراد ہے۔ آیا سینہ چاک کیا گیا یا کچھ اور؟ اس کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں دوسری جگہ بیان فرما دیا ہے کہ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہٗ للاسلام۔ پس جس کو خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہدایت دے۔ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام کو قبول کرنے کی توفیق کے معنے سینہ کھولنے کے ہیں۔ تو اسلام کے لئے سینہ کا کھلنا شرح صدر ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ اسلام کو قبول کرنے کا نام کیوں شرح صدر رکھا گیا ہے۔ اور دوسرے مذاہب بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارا دین طمانیت دینے والا مذہب ہے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے اپنے مذہب پر پورا اطمینان رکھتے ہیں۔ اسلئے ان مذاہب کے متعلق بھی کیوں نہ یہی کہا جائے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ صرف اسلام کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اسلام نے ہی کیا ہے۔ اور اس میں بہت بڑی یہ حکمت ہے کہ گو عرفاً ہم دوسرے مذاہب کے لئے بھی شرح صدر کا لفظ بول سکتے ہیں لیکن اصل میں صرف اسلام ہی اس کا مصداق ہے۔ کیونکہ دوسرے مذاہب والے لوگ اپنے مذہب کے سچا ہونے کے متعلق دلیل کوئی نہیں رکھتے۔ بلکہ وراثتاً اس پر شرح صدر رکھتے ہیں اور اسلام اپنے ساتھ دلائل رکھتا ہے۔ کوئی بات رسمی طور پر یا وراثتاً نہیں منواتا۔ اسلئے اصل میں شرح صدر اسی کا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ نے فرمایا اے انسان کیا ہمنے تجھے ایسی جگہ پر کھڑا نہیں کر دیا کہ تو ضد اور ہٹ کی وجہ سے یا بہ تقلید آبائی مسلمان بنا ہے۔ بلکہ ہمنے تجھے ایسے دلائل اور براہین دئے ہیں۔ اور ایسی مضبوط جگہ پر کھڑا کیا ہے کہ تجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ اسلام جھوٹا ہے یا اس کی کوئی بات غلط ہے۔ اب بتاؤ کیا یہ ایک بہت بڑا انعام نہیں؟ کہ انسان کو خدا تعالےٰ ایک ایسے مذہب کا پیرو بنائے۔ جس کی نسبت کبھی وہم بھی نہ آ سکتا ہو کہ جھوٹا ہے اور پھر اس مذہب پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کو اسی دنیا میں دیکھ لے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہو سکتا ہے۔ دوسرے مذاہب والے گو باپ کی وجہ سے یا قومی لحاظ سے اپنے اپنے مذاہب پر شرح صدر رکھیں۔ لیکن جب بھی عقل کی روشنی ان کو پہنچیگی۔ اور وہ اپنے مذہب کے اصولوں پر غور کرینگے تو سمجھ لینگے۔ کہ ہمارے پاس کوئی دلائل اور براہین نہیں ہیں۔ ایک دفعہ ایک پادری سے میری گفتگو ہوئی۔ پہلے روز مسئلہ وحدانیت پر بات چیت ہوئی۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہ باریک مسئلہ ہے۔ ایشیائی دماغ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ مینے کہا مسیح بھی تو ایشیائی ہی تھے۔ کیا ان کو بھی اسکی سمجھ آئی تھی یا نہیں اسپر خاموش ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ اچھا کل گفتگو کرینگے۔ دوسرے دن پھر میں اس کے پاس گیا وہ مجھے جانتا نہ تھا۔ اُسدن مسئلہ کفارہ پر بحث ہوئی۔ آخر کار بہت گھبرایا۔ کبھی عینک اتارتا۔ کبھی اِدھر جھانکتا کبھی اُدھر۔ اور آخر کہنے لگا کہ میں اس مسئلہ کو اسلئے مانتا ہوں کہ عیسائیوں کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ ورنہ میرے پاس اسکے متعلق کوئی دلائل نہیں ہیں۔ تو اس میں کچھ شک نہیں کہ اسلام کے سوا جس قدر بھی دوسرے مذاہب ہیں وہ ایسی باتوں کے متعلق تو کچھ نہ کچھ دلائل رکھتے ہیں۔ جو اسلام کے مطابق ہیں۔ اور وہ بھی اسلام ہی کے سُنے سُنائے۔ لیکن وہ جو

اسلام کے خلاف ہیں۔ انکی اُنکے پاس کوئی دلیل نہیں ہے یونہی ان کے معتقد ہیں۔ اور اسی وقت تک ان پر شرح صدر رکھتے ہیں جب تک کہ ان کے متعلق انہوں نے سوچا نہیں یا غور نہیں کیا جسطرح ایک پاگل اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔ اور اس پر شرح صدر بھی رکھتا ہے۔ کیوں اس لئے کہ وہ اس حقیقت کو سوچ نہیں سکتا۔ کہ میں کیا ہوں۔ اسی طرح ایک کافر کا کفر پر شرح صدر ہوتا ہے۔ لیکن اسلئے نہیں کہ وہ اپنے پاس اسکی تائید میں کوئی معقول دلائل اور براہین رکھتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کو کفر ورثتاً ملا ہوتا ہے۔ اور وہ اسکے متعلق سوچتا نہیں اور غور نہیں کرتا۔ لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کی باتوں پر جتنا بھی کوئی غور کرے اور سوچے اُتنا ہی اس کے دل پر اس کی سچائی اور صداقت نقش ہوتی جاتی ہے اور شرح صدر حاصل ہوتا جاتا ہے۔ اور باریک در باریک باتیں کھلتی جاتی ہیں یہی اسلام اور دیگر مذاہب میں ایک بہت بڑا فرق ہے کہ ان پر غور وفکر کرنے سے انسان کشیدہ خاطر ہوتا۔ اور جسقدر زیادہ غور کرے۔ اتنا ہی زیادہ بدظن ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اسلام کے مسائل پر جتنا بھی زیادہ غور کیا جائے۔ اتنا ہی زیادہ گرویدہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ اگر کوئی اسلام کے متعلق شک میں ہوتا ہے یا کسی بات کو غلط سمجھتا ہے تو اسی لئے کہ اس نے اسلام کے متعلق غور نہیں کیا ہوتا۔ اور اچھی طرح سوچا نہیں ہوتا۔ تو اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اے مسلمان! کیا ہم نے تجھے اسلام جیسے مذہب پر کھڑا نہیں کیا۔ اور براہین اور دلائل سے تیرا شرح صدر نہیں کیا۔ ضرور کیا ہے تو جب تجھ کو ہم سے یہ نعمت حاصل ہوئی ہے تو تجھے معلوم ہے کہ تیرا کیا فرض ہے تو دیکھ ایک کافر جس کو ورثہ میں اپنا مذہب ملا ہوتا ہے اور وہ اسکے سچے ہونے کی کوئی دلیل اپنے پاس نہیں رکھتا وہ اپنے مذہب کے پھیلانے کے متعلق کیا کیا کوششیں کر رہا ہے تو پھر تو جو اسلام کو سچا سمجھتا ہے۔ اور ورثہ کے طور پر نہیں بلکہ دلائل اور براہین کے ساتھ۔ تو تجھے اس کے پھیلانے کیلئے کس محنت اور ہمت سے کام کرنا چاہیئے ٭

خدا تعالیٰ نے پہلی حجت ہر ایک مسلمان پر اسطرح فرمائی کہ الم نشرح لك صدرك۔ کیا اسلام کی وجہ سے ہمنے تیرا سینہ نہیں کھول دیا یعنے اسلام کے متعلق سب باتوں کے تجھے براہین اور دلائل دیدیے ہیں۔ اب تو سمجھ کہ تجھے کس محنت اور کوشش سے کام لینا چاہیئے ٭

پھر فرمایا:۔ ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك۔ جب انسان کو کوئی کام بتایا جائے تو اس کو یہ شکل پیش آتی ہے کہ اب میں اسے کروں تو کیونکر کروں۔ اس وقت اسکے سامنے دو باتیں ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ جس طرح میں کام کرنا چاہتا ہوں یہ درست اور ٹھیک ہے یا نادرست اور غلط۔ دوسری یہ کہ کونسا طریق ایسا ہے کہ میں اسے آسانی سے کر سکوں اور ناواقفی کا جو بوجھ مجھ پر پڑا ہوا ہے۔ اُسکو اتار دوں۔ واقعہ میں جب تک کسی کام کے کرنے کا طرز اور طریق معلوم نہ ہو۔ انسان پر ایک بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے لیکن جب اس کے کرنے کا کوئی رستہ معلوم ہو جائے تو وہ بوجھ اُتر جاتا ہے اسی لئے گورنمنٹ برطانیہ نے جو ایک بہت دانا گورنمنٹ ہے ہر ایک محکمہ کے کاروبار کے فارم اور نقشے بنا دئے ہیں تا جو کوئی بھی کام کرے وہ آسانی سے کر سکے۔ اس طرح ہر ایک انسان سہولت سے کام کر سکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو ہزارہا ملازم بھی اس قدر کام نہ کر سکیں۔ جس قدر موجودہ صورت میں چند آدمی کر لیتے ہیں تو کام کرنیوالے کو کام کے طریق بتا دینا ایک بڑی مدد اور تائید ہوتی ہے۔ اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو ہر ایک انسان کام کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی نہیں کہ جس راستہ کی طرف تم لوگوں کو بُلاتے ہو۔ اس کے لئے ہمنے تمہیں بڑے بڑے دلائل اور براہین دے دئے ہیں۔ بلکہ یہ بھی ہے کہ وہ بوجھ جسکو انسان آپ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور اس نے اس کی کمر توڑ دی تھی۔ ہمنے اسکو بھی دور کر دیا۔ یعنی خدا نے اپنے تک پہنچنے کا طریق اور رستہ بھی خود ہی بتا دیا۔ دیکھو جتنی قوموں نے خدا تعالیٰ کے پاس اپنی عقل سے پہنچنا چاہا ہے۔ انکی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں۔ اس زمانہ میں ایسی قوم کی تازہ مثال برہمو سماج کی ہے۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک ایسا بوجھ کہ جس نے تیری کمر کو توڑ دینا تھا اس کو ہمنے اٹھا دیا ہے چنانچہ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ وہ سب باتیں بتا دی ہیں۔ جن کی ہدایت انسانی کے لئے ضرورت تھی۔ اب انسان کا اتنا ہی کام ہے کہ قرآن شریف کو کھول کر پڑھ لے۔ اور ان پر عمل کرنا شروع کردے۔ اب بوجھ ہلکا ہو گیا۔ اور کمر سیدھی ہو گئی۔ تو فرمایا ووضعنا عنك وزرك الذي انقض ظهرك۔ پھر انسان کو خیال آتا ہے۔ کہ جو کام میں کر رہا ہوں اچھا ہے۔ اور اس کے کرنے کا طریق بھی مجھے معلوم ہو گیا ہے لیکن اس کا کوئی نتیجہ بھی ہو گا یا نہیں۔ اس کے لئے فرمایا۔ ورفعنا لك ذكرك۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ تمہارا درجہ اتنا بلند ہو گا۔ اتنا بلند ہو گا کہ تم کیا تمہارا ذکر بھی بلند کر دیا جائیگا۔ یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ بہتیرے انسان ایسے ہوتے ہیں۔ جو آپس میں درجہ کے لحاظ سے تو برابر ہوتے ہیں۔ لیکن ذکر میں برابر نہیں ہوتے۔ مثلاً کسی سلطنت کے وزرا کو ہی لے لو۔ بعض کو گو بہت عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ان کے نام ابھی تک مشہور ہیں۔ اور بعض کو کوئی جانتا بھی نہیں۔ انگریزوں کی سلطنت کے بھی بہت سے وزیر ہیں۔ لیکن ذکر بلند چند کا ہی ہے تو ذکر کا بلند ہونا خاص خاص لوگوں کے حصہ میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہمنے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے یعنی اگر کوئی اس میرے بتائے ہوئے راستہ پر چلیگا۔ تو کوئی اس کا نام مٹا نہیں سکیگا۔ دیکھ لو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین تھے۔ آپ کا کیا ذکر ہے۔ دوسرے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کریم پر چلے کہ کتنا ان کا ذکر بلند ہُوا۔ آج اگر کوئی سکندر جیسے عظیم الشان بادشاہ کو علی الاعلان گالیاں نکالے تو نکال سکتا ہے یا گشتاسپ اور طہماسپ کو بُرا بھلا کہنا چاہے تو کہہ سکتا ہے۔ فراعنہ مصر اور قیاصرۂ قسطنطنیہ کو گالیاں دے سکتا ہے۔ اور کوئی ہتھکڑی اس کے ہاتھوں میں نہیں پڑتی مگر اسلام کے بزرگوں کو کوئی گالیاں دے تو اسے معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کو کس طرح جوش آتا ہے۔ اور ایک ایسی حکومت بھی جس کا اور مذہب ہے۔ اسکے گرفتار کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ حالانکہ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرتے۔ تو ان کی کیا حیثیت تھی۔ ایک معمولی تاجر تھے۔ لیکن جب وہ قرآن کریم کی تعلیم پر چلے۔ تو لاکھوں آدمی ان کے لئے جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں تو یہ ذکر بلند ہُوا۔ جو اور کسی کو حاصل نہ ہُوا۔ اس سے زیادہ حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھ لو۔ قادیان کی کیا ہستی تھی۔ اور کون اسے جانتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی ایسی تائید اور نصرت ہوئی۔ کہ جو کسی اور شہر کو حاصل نہیں ہوئی جانتے ہو یہ کسطرح ہوئی۔ اسطرح کہ ایک شخص نے ایسے وقت میں اسکے مشہور عام ہونے کے متعلق کہا۔ جبکہ اس شہر

کو گاؤں کے لوگ بھی نہ جانتے تھے۔ اور پاس ہی کے گاؤں
والے بھی ناواقف تھے۔ آپ ایک حجرے میں بیٹھنے والے تھے
لیکن دیکھتے ہو۔ اب وہی انسان ہے کہ جو تمام دنیا میں بلند ہو
گیا ہے۔ انگلستان کے عوام لوگ جو نشۂ حکومت میں ہندوستانیوں
کو کالے لوگ کہتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں نے آپکی غلامی کو
اپنے لئے فخر سمجھا ہے۔ انہی میں کے ایک نے مجھے لکھا ہے۔ کہ
میں کبھی نہیں سوتا۔ جب تک کہ احمد مسیح موعود پر درود نہ بھیج
لوں۔ تو چونکہ اس انسان نے قرآن کریم کا عملی نمونہ پورے
طور پر دکھایا۔ اسلئے وہ لوگ جو اپنے آپ کو ذی وجاہت
اور صاحب عزت سمجھتے تھے۔ اور بڑے بڑے ہندوستانیوں
کو کالا آدمی کہتے تھے وہ نہیں سوتے مگر آپ پر درود بھیجکر۔
تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ ولایت سے ایک عورت نے لکھا تھا
کہ ایک رات میں نے ٹیچنگز آف اسلام کو پڑھا۔ اور پڑھ کر
میری نیند اڑ گئی۔ اور میں ساری رات جاگتی رہی۔ میں تھوڑا
سا پڑھتی اور پھر غور کرتی کہ کیا ایسا لکھنے والا کوئی انسان
دنیا میں ہو سکتا ہے۔ پھر وہ لکھتی ہے کہ کاش! وہ پاک انسان
زندہ ہوتا۔ تو میں اس کو ہاتھ ہی لگا لیتی۔ اور مجھے پورا
یقین ہے۔ اگر ہاتھ لگاتی۔ تو روحانیت بجلی کی طرح میرے
جسم میں داخل ہو جاتی۔ اچھا اگر میں نے اس کو نہیں دیکھا تو
یہی شکر ہے کہ اسکے دیکھنے والے کو ہی دیکھ لیا ہے۔
(یعنے چودہری فتح محمد صاحب کو) تو یہ ذکر بلند ہوتا ہے
خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ورفعنا لک ذکرک۔ اے مسلم
تیرا ذکر بہت ہی بلند کیا جائیگا یہ کتنا بڑا انعام ہے۔ پھر
فرمایا۔ فان مع العسر یسرًا ان مع العسر یسرا۔
بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر تو بلند ہو جاتا ہے۔
لیکن ان کی ذات کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا۔ جیسے
کہ ایک فوجی آدمی اپنی بہادری اور جان نثاری سے بہت
بڑی فتح حاصل کرلے لیکن ساتھ ہی مارا بھی جائے۔ تو
تو اس کا نام مشہور ہو جائے گا۔ لیکن اس کو کچھ فائدہ نہ
ہوگا۔ اسی طرح یہاں بھی کسی کو خیال ہو سکتا تھا کہ ممکن ہے
کہ میرا نام تو بلند ہو جائے۔ لیکن مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔
اسلئے فرمایا اے مسلم تو یہ خیال مت کر کہ اس رستہ میں تجھے
کوئی غم۔ تکلیف اور دکھ اس قسم کا بھی آئیگا جس کا تجھے کچھ
فائدہ نہ پہنچے گا دنیا کے لوگ سکھ حاصل کرنے کے لئے
بڑی بڑی محنتیں کرتے اور تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ اور پھر بسا
اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن
ہمارے راستہ میں اگر ایک دکھ اور تکلیف برداشت کرنی پڑے
تو ہم اس کے بدلہ میں دو سکھ دینگے۔ اور کوئی ذرا سی محنت
اور کوشش بھی رائگان نہیں جانے دینگے ؛

دیکھو اس لڑائی میں بہت بڑی تعداد انسانوں کی ماری جا
چکی ہے۔ لیکن طرفین سے ابھی تک کوئی نہیں تھکتا۔ کیوں
اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ دنیاوی کامیابی حاصل ہو لیکن
دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایک دکھ کے بدلے تجھے دو دکھ
دینگے یعنی ایک سکھ اس دنیا میں اور ایک آخرت میں۔ پس
اے مسلم تو سوچ کہ تجھے دین اسلام کے پھیلانے میں کس قدر
محنت اور کوشش کرنی چاہیئے ؛

فاذا فرغت فانصب۔ لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ تو
دنیا کے کاروبار کو چھوڑ کر بیٹھ جا۔ اور کوئی کام نہ کر بلکہ
جب تو ان کاموں سے فارغ ہولے تو تجھے چاہیئے کہ
خدا کے ملنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوشش
کرے۔ خدا تعالیٰ انسان کو فرماتا ہے کہ ہم تجھ سے اتنی
قربانی نہیں چاہتے کہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں
کہ یہ بھی کرو۔ اور ہمارے ملنے کی کوشش بھی کرتے رہو۔ یہ
خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے آسانی کر دی ہے۔ دنیا کے
کام اسطرح نہیں ہوتے کہ دو کاموں میں انسان مصروف رہے
مثلاً اسطرح کہ فوجی سپاہی لڑے بھی۔ اور کوئی دوسرا کام بھی
کرے یا طالب علم پڑھے بھی اور محنت مزدوری بھی کرے
لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ فاذا فرغت فانصب
ہم ایسا نہیں چاہتے بلکہ اسطرح۔ والی ربک فارغب۔
کہ فرصت کے وقت اپنے رب کی طرف رغبت کیا کر۔ پس اس
محنت کو دیکھا جائے۔ اور پھر اس انعام کو دیکھا جائے اگر
انعام سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ تو اس کے مقابلہ میں
محنت کچھ بھی نہیں۔ پس ہر ایک مومن کو یہ محنت کر کے
اس بڑے انعام کو ضرور حاصل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کو اسلام پر شرح صدر عطا فرمائے اور ہمارے رستہ کو صاف
کردے۔ ہماری کوششوں کو کامیاب اور بامراد کردے۔
قرآن شریعت کی سمجھ عطا فرمائے اور اس طریق پر چلنے کی توفیق دیوے
جسپر چل کر ہم کو تیری رضامندی حاصل ہو جائے۔ آمین ؛

زر چندہ منارۃ المسیح

احباب ذیل نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں سو سو روپے

کی رقم چندہ منارہ ادا کی تھی!

۱- حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
۲- حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی
۳- میاں جمال الدین صاحب۔ ساکن سیکھواں۔ ضلع گورداسپور
۴- میاں خیر الدین صاحب " " " "
۵- میاں امام الدین صاحب۔ " " " " "
۶- حافظ محمد اسحٰق صاحب بھیروی حال حیدر آباد دکن۔
۷- میر محمد سعید صاحب بی بی بازار " "
۸- نواب سید محمد رضوی صاحب۔ بمبئی
۹- سید فضل شاہ صاحب۔
۱۰- ڈاکٹر غلام غوث صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر کیمری۔
۱۱- میاں محمد صدیق صاحب مرحوم۔ سیکھواں۔
۱۲- منشی محمد جان صاحب برادر حقیقی منشی عبد العزیز صاحب سیکھواں

مختصر رپورٹ سالانہ انجمن احمدیہ صریح ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) انجمن ہذا کا چندہ مدخلہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ سال گذشتہ میں
۔۔۔ تھا۔ اور جلسہ میں ہمیں مطلع کیا گیا تھا کہ آئندہ سال میں
ماہوار داخل کریں ؛

(۲) اسی کی تعمیل میں اس سال ۔۔۔ اخیر دسمبر تک بفضل خدا داخل
خزانہ صدر انجمن ہو چکا ہے جسکی رسیدیں موجود ہیں

(۳) میں خدا کے فضل سے بوثوق کہتا ہوں کہ انجمن نے چندہ پورا
کرنے میں حتی الوسع سعی کی ہے۔ اور سب انجمنوں نے شاید ہی ایسی
کوشش کی ہو کہ اس تناسب سے چندہ دیا گیا ہو جو انکے ذمہ لگایا گیا تھا

(۴) یہاں کی جماعت کے ممبروں سے خاص کر برادر خدا بخش جو نابینا ہیں
تبلیغ کا بہت ہی شوق رکھتے ہیں۔ ناچیز سکرٹری بھی اپنے پیشہ
طبابت کے ضمن میں گرد ونواح میں تبلیغ کی کوشش کرتا رہا ہے۔

عمر الدین سکرٹری انجمن احمدیہ صریح تحصیل نکودر

نوٹ۔ اس رپورٹ میں تعداد ممبران اور دیگر ضروری تفصیلات نہیں دی گئیں وصول اور خرچ چندہ جات وغیرہ کی مقدار اور تفصیل نہیں۔ فوراً ارسال فرمائیں (ایڈیٹر)

(بقیہ از صفحہ ۶)

میں نے حضور کو ایک اشتہار ارسال کیا تھا۔ اس کا ترجمہ انگریزی بھی چھپ گیا ہے۔ وہ بھی حضور کو ارسال کیا جاتا ہے۔ اور اس کا فرنچ ترجمہ چھپ رہا ہے۔

میں نے ۲۲ نومبر کی رات گذشتہ کو سینا میٹوگراف پہلی دفعہ دیکھا۔ اور پھر کبھی انشاء اللہ نہیں دیکھوں گا۔ بالکل زندہ انسانوں کی طرح زندگی کے نظارے دکھائے جاتے ہیں۔ صرف انکی بات چیت ہی نہیں ہوتی ورنہ ساری حرکات کرتے نظر آتے ہیں۔ رنج و خوشی کے آثار چہرہ سے نمودار ہوتے نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ خدا تعالیٰ کے خالق بلامادہ و روح ہونے کا یقین اور بڑھ گیا۔ بالکل زندہ انسان چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ صرف گفتگو کی کسر باقی رہتی ہے باقی سب کچھ نظر آجاتا ہے۔ حتےٰ کہ پانی چلتا نظر آتا ہے۔ اور ۲۴ نومبر کی رات کو کھانڈ بنانے کی مشین دیکھی گئی۔ عجیب طرح گنے سے رس نکالا جاتا۔ اس میں گندھک اور چونا ملایا جاتا۔ اس کو اُبالا جاتا۔ پھر شکر بنتی جاتی۔ پھر صاف ہوتی جاتی۔ اور خشک ہو کر گرتی جاتی۔ اور بوریوں میں پڑتی جاتی ہے۔ اس کی میل کو الگ جمع کیا جاتا ہے۔ اور وہ کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور گنے کا چورا اسی وقت جلایا جاتا ہے اور جہنم اور دوزخ کا نظارہ اس آگ میں دیکھا۔ اور آگ کے ذریعہ کس طرح صاف مصفا چینی بنجاتی ہے۔ ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ فقنا عذاب النار۔ میں سوامی ووکانند کی تقریریں اور تحریریں انگریزی میں ایک نوجوان آریہ سے لیکر پڑھ رہا ہوں۔ ویدانتی ہے۔ دہریت بھی اس کے نزدیک سچی ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک صرف آتما ہی مطلق العنان حکمران ہے۔ اور وہ قدیم ہے۔ اور ازلی و ابدی ہے۔ دلائل بہت بیہودہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ حدوث ارواح اور ان کا فانی ہونا خوب مدلل طور سے چشمۂ معرفت میں بیان فرمایا ہے۔ اللّٰھم صل علیہ و علےٰ الہ الی یوم القیامۃ الحمد للہ کہ ہمیں وہ مسیح ملا۔ جس نے تمام روحانی مرضوں سے ہمیں شفا دیدی کیسے ناشکرے ہیں وہ لوگ جو آپ کو تسلیم نہیں کرتے حضور نہ آئے ہوتے تو اسلام دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ سید احمدؐ جنازہ پڑھ چکا تھا۔ محض اللہ کے فضل اور غیرت نے اسلام کو دوبارہ زندہ مذہب دنیا میں ثابت کر دیا۔ فالحمد للہ علی ذٰلک حضور ہمارے لئے دعا فرماتے رہیں۔ حضور احمدیان سیلون کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ اور تمام احمدیان ماریشس حضور کو السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ حضور میرے لئے دعا فرماتے رہیں۔ حضور ہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ حق پھیل رہا ہے۔ اور باطل بھاگ رہا ہے۔ والسلام

حضور کا ادنیٰ ترین خادم غلام محمدؐ

غیر احمدی و غیر مبائع
کا
دلچسپ مکالمہ

غیر مبائع - (دل میں اسباب پر کڑھتے ہوئے کہ جلسہ کی تاریخ بالکل سر پر آگئی۔ مگر مہمانوں کی تعداد کچھ بھی نہ ہوئی۔ کسی طرح غیر احمدی ہی جلسہ میں آجائیں تو کچھ تو شرم رہ جائے یہ کہنے کو تو منہ ہو کہ پہلے ہی اجلاس میں ایک معقول تعداد شامل تھی) ایک راہ چلتے مسافر سے "لینا میاں یہ پرچہ"

غیر احمدی - کیا ہے؟ (پھر سرسری نظر ڈال کر آپ ہی) اچھا! مرزائیوں کا جلسہ ہے (اشتہار تقسیم کرنیوالے سے) کیا تم بھی مرزائی ہو؟

غیر مبائع (ذرا مذبذب ہو کر) جی ہاں۔ میں بھی احمدی ہوں۔

غیر احمدی - میاں تم احمدی کیسے ہو گئے؟ قادیانی کہو تو اک بات بھی۔

غیر مبائع - میں قادیان کا رہنے والا نہیں۔ ہاں قادیان سے احمدیت نکلی تھی۔ اور میرا اس سے تعلق ہے۔ مگر ہم لوگ قادیان سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

غیر احمدی - احمدی کہلانا تمہارا جھوٹا ہے تم مرزا صاحب کو احمدؐ کہاں مانتے ہو؟ (دل میں خوش ہو کر کہ انہی مرزائیوں کے باہمی نزاع سے اتنی تو مجھے بھی خبر ہو گئی ہے) پھر جب قادیان سے بھی علاقہ توڑ بیٹھے تو مرزائی بھی برائے نام ہی رہ گئے۔ کیوں! کیا میں نے یہ غلط کہا؟

غیر مبائع - (بات ٹال کر) ہم تو تمہیں کافر نہیں کہتے قادیان والے کہتے ہیں۔

[راوی - "پرسم گر آسمان خبر از ریسمان دہد" اسی کو کہتے ہیں]

غیر احمدی - بھائی صاحب! تم یہاں بھی کچے رہے قادیان والے ہمارے نزدیک کچھ بھی ہوں مگر ایمانیات میں پکے اور سچے ہیں۔ آنیوالے مسیح موعود کے منکروں کو تو ہم بھی کافر ہی سمجھتے ہیں۔ اگر اس کے نہ ماننے والے بھی مومن مسلمان ہی رہیں تو ایسے مسیح کا آنا نہ آنا برابر (اپنی منزل مقصود کا خیال آکر) اچھا تو پھر آپ کیا چاہتے ہیں اور یہ کاغذ کا پرزہ مجھے کیوں دیا ہے؟

غیر مبائع - ہمارا سالانہ جلسہ ہے۔ سینچر کے جلسہ میں تو آپ ضرور ہی آئیں۔ مذہبی سوال جواب ہوں گے۔

غیر احمدی - "سینچر کی نحوست سے کچھ متنفر ہو کے) مجھے تو آج ہی جانا ہے نہ بھی جاتا تو ایسی فضول باتوں کی فرصت کہاں۔ ایسے سوال جوابوں کا حشر ہمیں معلوم ہے۔ ہم اپنے عقیدہ کو چھوڑ نہیں سکتے۔ مرزا قادیانی ہمارے نزدیک وہی شخص نہ تھے۔ جن کا مسلمانوں کو انتظار ہے تمہارے نزدیک ہی تھے۔ تب بھی ان کا نہ ماننا بقول تمہارے اسلام میں کوئی رخنہ نہیں ڈالتا تو پھر کون اس فضول دردسری میں وقت ضائع کرے؟ مجھے تو معاف ہی کریں میں تو کل یہاں ہوں گا بھی نہیں۔ اب اسی سفر کی تیاری کے متعلق ایک ضروری کام کو جا رہا ہوں۔ چند ہی منٹ آپ کی اور سُن سکتا ہوں۔ بشرطیکہ مہربانی سے اتنا بتلا دیں کہ ہمیں آپکے ساتھ شامل ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

غیر مبائع (اک ذرا امید کی جھلک پاکر پھر وہی فقرہ ابلہ فریبی) ہم آپ کو کافر نہیں کہتے۔ مسلمان سمجھتے ہیں۔

غیر احمدی - کافر نہیں کہتے تو پھر آپکے نزدیک مرزا صاحب (ع م) وہ مسیح موعود بھی نہیں۔ مسلمان سمجھتے ہیں تو بہت اچھا! ہم پہلے ہی مسلمان ہیں۔ بس اور چاہیئے کیا؟ مگر ماننا تو ہم اس کا ضروری سمجھیں گے جس کا انکار کرنے سے مسلمان ہونے میں فرق آئے۔ تم لوگ تو اِدھر کے نہ اُدھر کے۔ پھر تمہاری بات سُنکر کیا لینا ہے؟ ناحق مرزائی کہلا کر بدنام بھی کیوں ہوں؟

غیر مبائع - مرزا صاحب (ع م) اس زمانہ کے مجدد تھے۔ یہ تو مان لو گے؟

غیر احمدی - خواہ مخواہ بھی - مجدد آور کیا نہیں ہوئے - پھر انہی کو مان کر کیا ہاتھ آئے گا ۔

غیر مبایع - ہم یورپ میں مسلمان تیار ہے میں یہ تو کار خیر ہے؟

غیر احمدی - اپنے سے یا ہمارے جیسے ؟

غیر مبایع - (ذرا پریشان ہوکر) ہم اور آپ کیا دو دو ہیں

[راوی - اسی کا ذرا حوصلہ سے کام لیکر صاف طور پر اعلان کیجئے نا - کہ یہ روز روز کا قضیہ قصہ ہی پاک ہو -]

غیر احمدی - یہ غلط - پھر آپ نماز ہم سے الگ کیوں پڑھتے ہیں؟ کیا مسلمان کی مسلمان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ۔

غیر مبایع یہ سوچتے ہوئے کہ ایسے ہوشیار بھلا کب ہمارے جال میں پھنس سکتے ہیں - (ذرا گھبرا کر) اچھا معافی چاہتا ہوں - مجھے یہ پیغام اور بھی بہتوں کو پہنچانا ہے -

غیر احمدی - (دل میں یہ کہکر کہ سلام ہے ایسے پیغام کو جو ادہر کا رکھے نہ اُدہر کا) بہت اچھا - جائیے جائیے مجھے بھی دیر ہوئی جاتی ہے ۔

راوی - وا حسرتا کہ جن کی خاطر اپنوں سے تعلق توڑا وہ بھی منہ نہیں لگاتے - خدا بچائے اس مشرب خسر الدنیا والآخرۃ سے ۔ (صاف گو)

فہرست وصایا ماہ دسمبر ۱۹۱۵ء

۱۰۲۲ء - مسماۃ محمودہ بیگم زوجہ شیخ نیاز محمد صاحب کمپونڈر ساکن راہوں - موجودہ جائداد مالیتی ستمار روپے کے دسویں حصے کی وصیت کی ۔

۱۰۲۳ء - مسماۃ صفیہ بیگم زوجہ منشی محمد صدیق صاحب ساکن فیروز پور - اپنے زیور قیمتی ایک سو روپے کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۲۴ء - مسماۃ عمر بی بی زوجہ سید عظیم شاہ صاحب ساکن دسوہہ - اپنے زیور قیمتی سو روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۲۵ء - حافظ جمال احمد ولد حکیم غلام محی الدین صاحب ساکن قادیان - اپنی موجودہ جائداد مالیتی ۱۲۰ روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۲۶ء - مسماۃ عائشہ زوجہ حافظ جمال احمد صاحب ساکن قادیان - اپنے مہر سو روپیہ کے دسویں حصے کی وصیت کی ۔

۱۰۲۷ء - محمد یار ولد سزاوار صاحب ساکن گٹھالیاں - اپنی موجودہ جائداد مالیتی ۱۵۰ روپیہ کے دسویں حصے کی وصیت کی ۔

۱۰۲۸ء - مسماۃ رحمت بی بی زوجہ محمد عبد اللہ صاحب ساکن صریح - اپنی جائداد ۲۰ روپیہ کا عشر داخل خزانہ کردیا ۔

۱۰۲۹ء - مسماۃ نیاز بی بی بنت شیخ عمر الدین صاحب ساکن صریح اپنی جائداد ۔۔ کا عشر وصیت میں داخل خزانہ کردیا

۱۰۳۰ء - مسماۃ برکت بی بی زوجہ اللہ یار صاحب ساکن بلووال - اپنے مہر ۔۔ روپیہ کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۳۱ء - کرم دین ولد میرے خان صاحب ساکن گٹھالیاں اپنی موجودہ جائداد ۔۔ کے دسویں حصے کی وصیت کی ۔

۱۰۳۲ء - علی محمد ولد عمر بخش صاحب ساکن گٹھالیان - اپنی موجودہ جائداد ۔۔ کے دسویں حصے کی وصیت کی ۔

۱۰۳۳ء - برکت علی ولد کریم بخش صاحب ساکن داہووال اپنے دو مکان پختہ مع نصف حصہ مکان ویران وچو تہا حصہ دوکان کے دسوین حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۳۴ء - فضل الدین ولد میراں بخش صاحب ساکن بکیریان - اپنی تنخواہ ۔۔ روپے اور مکان مشترکہ متنازعہ بعد فیصلہ و اثاثہ البیت ۔۔ روپے کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۳۵ء - محمد افضل ولد عبد الحق صاحب ساکن اوجلہ اپنی تنخواہ ۔۔ روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کی ۔

۱۰۳۶ء - شریف احمد ولد عبد المجید صاحب ساکن اوجلہ اپنی موجودہ جائداد مالیتی ۔۔ روپے اور تنخواہ موجودہ ۔۔ روپیہ ماہوار کے دسوین حصہ کی وصیت کی ۔

مایوس نہ ہوں

الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں برادر غلام محمد صاحب زرگر نے درد گردہ کے علاج سے مایوس ہوکر دُعا کے لئے درخواست کی ہے دُعا تو حضرت خلیفۃ المسیح فرماوینگے ہی - لیکن دوائی سے مایوس ہونا بھی درست نہیں - میں انکی دوائی سے خدمت کرنی چاہتا ہوں - بہ تفصیل اپنے حالات لکھ دین - کمزوری بھی لاحق ہو تو ذیل کا نسخہ بلا تامل استعمال فرمادیں :-

ڈایلوٹ فاسفورس ایسڈ	۱۰ پونڈ
ٹنکچر سٹیل	۱۰ پونڈ
لائکوار سٹرکنیا	۳ پونڈ
لائکوار آرسنک	۳ پونڈ
گلیسرین	ایک ڈرام
اکوا	ایک اونس

ایسی ایک خوراک بعد از طعام صبح و شام - کسی اچھے انگریزی دوائی خانہ سے یہ فی الحال ۴ خوراک بنوالیں - ہفتہ بعد مجھے اطلاع دین ۔

حکیم محمد حسین قریشی لاہور -

پکے بہ سر شاخ و بن مے برید

اُس سے بڑھ کر حماقت پناہ جہالت دستگاہ کون ہوگا - جو محاورہ مستورات کے مطابق "جڑ کاٹوں بیل بڑھاؤں" کا وطیرہ اختیار کرے - ٹہنیوں اور پتیوں کے ساتھ تو عورتوں والی جھوٹی محبت کے بھیڑے بگھارے مگر درخت کے عالیشان تنے پر تیر رکھنے کو مستعد ہو - آپ کو میری ذات سے اُلفت ہو - تو میری اولاد سے بھی ضرور ہونی چاہیئے - لیکن جب مجھ سے نسبتاً دور کا تعلق رکھنے والوں کے ساتھ تو آپ محض میری ہی وجہ سے ارادت و عقیدت کا دم بھرین - اور میرے قریب تر لواحقین کو پانی پی پی کر کوسیں - بلکہ میرے لخت جگر کی جان کے دشمن خون کے پیاسے ہوں تو میں تو آپ کی شکل پر ۔۔ ۔۔ بھی کیوں بھیجنے لگا۔ (نفس)